کلمۃ المدیر

مدارس عربیہ میں نئے تعلیمی سال کا آغاز

طلبہء کرام کی خدمت میں چند گذارشات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

شعبان و رمضان گزر گئے اور شوال المکرّم کا مہینہ سایہ فگن ہوگیا، چند دن مزید گزریں گے جب مدارس میں نئے داخلوں اور ضروری انتظامی امور سے نمٹنے کے بعد ایک مرتبہ پھر علم کی گرم بازاری کا آغاز ہو جائے گا۔

اساتذہ اپنے طلبہ کرام کو حدیث رسول سنا رہے ہوں گے......

نَضراللّٰہ عبداً سمع مقالتی فوعاھا، ثم اداھا الیٰ من لم یسمعھا، فرُبَّ حامل فقہ لافقہ لہ، وَرُبَّ حامل فقہ الیٰ من أفقہ منہ۔ (سنن دارمی)

سو حاملین دینِ مبین اور حصول علم دین کی خاطر اپنے گھربار اور دوست واحباب کی مجلسوں کو چھوڑ کر مدارس میں حاضر ہونے والے طلبہ کے لیے خوش خبری ہو۔ اَللّٰہ تعالیٰ آپ کے چہروں کو تر و تازہ رکھے، آپ کے عقل وفہم میں ترقی عطا فرمائے، اور آپ کو علم وعمل میں یکتا بنائے۔ سچ بات تو وہی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی:

من یرد اللّٰہ بہ خیراً یفقہ فی الدین

جب اَللّٰہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

سمجھ لیجیے کہ اَللّٰہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرمالیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اب آپ نے خود کو اس خیر و بھلائی کا مستحق بنانا ہے۔

نئے تعلیمی سال کے آغاز پر ہمیں طلبہ کرام کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ جن احباب کو صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا قرب حاصل ہے، آپ کی مجالس میں اور آپ کے دُرُوس و بیانات میں شریک ہونے کا موقع ملتا ہے، وہ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت والا ان دونوں اپنے بیانات میں تین باتوں کی طرف نہایت اہتمام، تواتر اور تاکید کے ساتھ توجہ دلا رہے ہیں۔ پہلی بات نئی روشنیوں اور نئے نئے خیالات سے اپنی حفاظت کا اہتمام، دوسری بات سنت

کے مطابق زندگی اختیار کرنے کی تلقین، تیسری بات یہ کہ اکابر علماء دیوبند کے مسلکِ حق کے ساتھ تمسک۔

حضرت والا مدظلہم نے ماہ رجب میں مدرسہ معہد الخلیل الاسلامی کراچی میں ختم بخاری شریف کی تقریب سے ایک دل سوز خطاب فرمایا تھا۔ اگرچہ مختصر تھا مگر اس کے ہر ہر حرف سے امت کے لیے خصوصاً علماء وطلبہ دین کے لیے فکر و غم ٹپک رہا تھا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''میں فارغ ہونے والے نوجوان طلباء اور علماء کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو، اگر تم اپنی کامیابی چاہتے ہو، اگر تم فلاح کے طالب اور خواہش مند ہو تو خدارا 'نئی روشنی' کے چکر میں مت پڑو، اگر اس نئی روشنی کے چکر میں پڑ گئے تو خود بھی برباد ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی تباہ کرو گے، اس لیے اس سے کنارہ کش رہو، اور اس کا طریقہ فقط ایک ہے، وہ کیا ہے؟...... اِتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن...... تقویٰ اختیار کرو...... اور تقویٰ اختیار ہوتا ہے صادقین کی صحبت میں۔''

ایک اور موقع پر آپ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اَخلاق کے ساتھ، اَعمال کے ساتھ، عزیمت کے ساتھ، ہمت وحوصلے کے ساتھ اور قربانیوں کے ساتھ اس دنیا میں گذری ہے، تو اب اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ اعمال اور وہ اخلاق جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اَللہ تعالیٰ نے عطا کیے تھے وہ ہمارے اندر پائے جانے چاہییں...... آپ کو اس بات کا بہت اہتمام کرنا چاہیے کہ سُنت والی زندگی اختیار کریں، اور سنت کے خلاف جو صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں انہیں کچل دیں، ان کو پھینک دیں، اور ان سے نفرت اختیار کریں'' (جامعہ بیت السلام میں طلبہ سے خطاب)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت والا مدظلہم کے اس غیر مبہم پیغام میں بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں۔ 'نئی روشنی' ایک استعارہ ہی نہیں حقیقت ہے، جو دراصل روشنی نہیں تاریکی ہے۔ دنیا اسے سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی سے تعبیر کرتی ہے، اس ترقی نے ہمہ جہت انقلاب برپا کیا ہے، مثبت کم منفی زیادہ۔ اس انقلاب سے ہمارے عقائد ونظریات، اَفکار وخیالات اور معیشت و معاشرت بُرے طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ اس انقلاب کی کوکھ سے دین سے متعلق شک وارتیاب، اِلحاد وارتداد اور زندقہ برآمد ہو رہے ہیں۔ دین کے محکمات میں تصرفات ہو رہے ہیں، سنت سے کھیلا جا رہا ہے، اور فقہ اذکار رَفتہ قرار دی جا رہی ہے۔ یہ ہیں نئی روشنیوں کے اثرات!...... مقامِ افسوس یہ ہے کہ یہ نئی روشنیاں دَبے پاؤں مدارس عربیہ کے ماحول میں بھی داخل ہو رہی ہیں، اور کئی ذہین افراد کو شکار کر چکی ہیں۔ آج ہم میں سے ہی کچھ لوگ دینی مسلمات پر تیشہ چلا رہے ہیں۔

گزشتہ سے پیوستہ ماہ حضرت والا مدظلہم کا ماہنامہ وفاق کے انہی صفحات میں ''کچھ باتیں اَپنوں سے'' کے عنوان سے ایک

مقالہ شائع ہوا تھا۔اس کے مشمولات بھی اسی فکر وغم کو سموئے ہوئے تھے۔

غور کرنے جو بات ہے وہ یہ کہ معاشرے میں مدارس دینیہ کی ترقی اور بڑھتی ہوئی تعداد نے اہل باطل کو بے چین کر رکھا ہے۔اہل باطل اپنی تہذیب باطل کے ذریعے مسلم معاشروں کو تباہی کے دہانے پر تو لا چکے ہیں، مگر اس باطل تہذیب کے سامنے اب تک جو ادارہ سینہ سپر ہے، وہ 'مدرسہ' ہے...... 'مدرسہ' اب بھی تمام تر مخالفتوں کے باوجود امت کے ایک معتد بہ حصہ کو تمسک بالسنۃ کا خوگر بنا رہا ہے۔ 'مدرسہ' ہی وہ ادارہ ہے جو مغربی افکار وخیالات اور مغرب کے طرز زندگی کی پذیرائی میں رکاوٹ ہے، یہی وجہ ہے کہ باطل کی آنکھوں میں بری طرح کھٹک رہا ہے، چنانچہ مدرسہ اہل باطل کا خصوصی ہدف ہے۔گزشتہ تعلیمی سال کے دوران مدارس دینیہ کے خلاف جس قسم کے اقدامات کیے جاتے رہے وہ اس کا بین ثبوت ہے۔

یہ خارجی اقدامات تھے، ان کا تدارک بھی ہو جاتا رہا، لیکن دوسری طرف 'مدرسہ' کو داخلی سطح پر بھی بہت بڑا خطرہ درپیش ہے، جس کی گہرائی اور گیرائی بھی زیادہ ہے، وہ ہے اہل مدارس کے فکر ونظر کی تبدیلی!...... کہ صورتاً تو وہ طبقہ علماء میں سے نظر آئیں لیکن ذہناً وہ نئی روشنیوں کو قبول کر چکے ہوں۔مدارس کے طلبہ کو سوشل میڈیا (فیس بک، ٹویٹر، یوٹیوب، واٹس اَپ وغیرہ) کے ذریعے لایعنی امور میں مبتلا کر کے ان کے اصل مقصد سے دور کرنا بھی اہل باطل کے اہداف میں شامل ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ دین کی تعلیم وتبلیغ سوشل میڈیا کے ذریعے کیونکر ممکن ہے جب کہ تبلیغِ دین کے معروف طریقے متواتر و متوارث چلے آرہے ہیں۔سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا سب سے پہلا حملہ نگاہ پر ہوتا ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ آپ روزانہ سوشل میڈیا پر وقت صرف کریں اور آپ کی نگاہ کی پاکیزگی برقرار ہے؟ نگاہ پراگندہ ہوتی ہے تو دل پراگندہ ہوتا ہے۔دل پراگندہ ہو تو خیر وبھلائی کا حصول دِیوانے کا خیال ہی کہلائے گی۔یہ تو معلوم بات ہے کہ علوم نبوت ہوں یا معرفت حق ہو ان کا مورَد 'قلب' ہے۔قلب بھی ایسا کہ جو مُزکّٰی اور مُصفّٰی ہو۔جب قلب ہی غیر حق کی آماج گاہ ہوگا تو وہاں علومِ نبوت کا کیا ٹھکانہ؟ علم کی کوئی سی بھی تعریف کر لی جائے۔اصل تو یہی ہے کہ معرفت الٰہی حاصل ہو، معرفت الٰہی کے لیے صفائے قلب لازمی ہے۔ابھی چند روز میں حضرات اساتذہ کرام درسی کتب کا آغاز فرمائیں گے۔ اکثر کتب کے آغاز میں ''کتاب الطہارۃ'' ہے۔عموماً طہارت بدنی سے بحث ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں بدنی طہارت کی کس قدر اہمیت ہے!...... جب ظاہر کی اس قدر اہمیت ہے تو صفائے باطن کی اَہمیت نہ ہوگی؟ ان سطور کے ذریعے اپنے طلبہ بھائیوں کو جس مہیب خطرے سے متنبہ کرنا مقصود ہے وہ یہی خطرہ ہے اور یہ ایسا خطرہ ہے جس سے افراد کے اعمال اور عقائد ونظریات دوچار ہیں۔اس خطرے سے نمٹنے کا طریقہ یہی ہے کہ ''ترک لایعنی'' اختیار کیا جائے۔مباح کو ضرورت نہ بننے دیا جائے اور ضرورت کو مجبوری کے درجے میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ (باقی صفحہ نمبر:۶۴)